P. O. RGO. No. A 922

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڈھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنے | سالانہ چندہ دو روپے

جلد ۹ | یکم دسمبر سنہ ۱۹۵۰ء | ایڈیٹر۔ قاضی عبدالغفار | ۱۸ محرم الحرام ۱۳۶۹ ھجری | نمبر ۲۱

کچھ گذری ہوئی باتیں

"آج ہم ایک دوسرے کی بھاشا سے بھاگتے پھرتے ہیں کیونکہ ہم پاگل ہو گئے ہیں - یہ ٹھیک سمجھ لیجئے کہ جو سنستھا آپس میں نفرت کرنا اور ڈرنا سیکھاتی ہے وہ راشٹری نہیں ہے"

موہن داس کرم چند گاندھی

سروش عسکری طباطبای

سانچے میں ظلم وجہل کے ڈھالے ہوئے ہیں ہم
مہمل تصورات کے پالے ہوئے ہیں ہم
اپنوں کو بھوڑتے بھی نہیں بھاڑتے مگر
ایک دوسرے پہ دانت نکالے ہوئے ہیں ہم
تہذیب ایک کھوکھلی دیوار ہے جسے
کمزور بازوؤں پہ سنبھالے ہوئے ہیں ہم

کچھ اپنی باتیں

زبان کے متعلق ہر سمت سے اس قسم کے سوالوں کی بھرمار ہے کہ اب وہ لوگ جنکے بچوں کی مادری زبان اردو ہے کیا کریں جبکہ سرکاری اور نیم سرکاری اور میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے مکتبوں اور مدرسوں میں اردو کی تعلیم کے دروازے بند کئے جارہے ہیں - عوام اور خصوصاً اقلیتی عوام کی جو ذہنی کیفیت اسوقت ہے وہ کچھ ایسی ہے کہ اگر انہیں کوئی مشورہ بھی دیا جائے تو وہ اس پر خود عمل کرنے کی کوشش کرنے کے بجائے اس انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ

"مردے از غیب بروں آید و کارے بکند"

جہاں تک حکومت اور غیر سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے طرز عمل کا تعلق ہے اسکی اصلاح کی جدوجہد کوئی ایسا کام نہیں کہ جسے آج ہی شروع کیا جائے اور کل ہی اسکا حسب مراد نتیجہ حاصل ہو جائے - جو عناصر اسوقت اردو اور ہندستانی کی مخالفت میں

مصروف ہیں انکے مقابلہ میں ایک ایسی اقلیت کے دستوری حقوق کا استقرار کرانا جو ملک کی تقسیم کے نتایج کی ماری ہوئی ابھی تک انتشار کے عالم میں مبتلا ہے کوئی آسان کام نہیں ۔ اس کام میں جو دشواریاں ۔ پیش آرہی ہیں اون پر کوئی اخباری بحث اسوقت مفید نہ ہوگی ۔ لیکن بہر حال اتنی بات تو ذہنوں اور دماغوں تک پہنچانی ضروری ہے کہ خود وہ لوگ بھی جنکے دستوری حقوق محروم ہو رہے ہیں کچھہ کر کے دکھائین اور خود بھی تو اپنے ارادون کو آگے رکھ کر عمل کے میدان میں ایک قدم اٹھائین ۔ ہم تو یہہ دیکھہ رہے ہیں کہ انجمن کی شاخین اور ملک کے دوسرے ادارے زیادہ تر اپنی قوت ایسے مظاہرون میں صرف کر رہے ہیں جنکا تعمیری اور عملی اثر کچھہ زیادہ نہیں ہو سکتا ۔ وقت کا تقاضا تو اب یہہ ہے کہ جسقدر سرکاری مکتبون اور مدرسون میں آردو کی تعلیم کا انتظام کم ہوتا جاے اتنے ہی پرایویٹ مکتب اور مدرسے آردو کی تعلیم کے لئے قایم ہوتے جائین ۔ اتنا نہ ہوسکے تو اتنا تو نا ممکن نہین کہ اگر دس سرکاری اور نیم سرکاری ادارون مین آردو کی تعلیم کا انتظام ختم کیا جاے تو اسکے بجاے کم از کم دو ہی مکتب یا مدرسے آردو کی تعلیم جاری رکھنے کے لئے قایم ہو جائین ۔

مرکزی انجمن مختلف مقامات پر اپنی شاخین قایم کرنے کی کوشش اسی لئے کر رہی ہے کہ ان شاخون کے ذریعہ سے آردو زبان کی تعلیم کا سلسلہ ٹوٹنے نہ دیا جاے ۔ لیکن اکثر شاخون میں وقت کے اس اہم ترین تقاضے کو محسوس نہیں کیا جارہا ہے اور کام کی بات سواے اسکے کچھہ نہیں سمجھی جارہی ہے کہ جلسون اور کانفرنسون اور مشاعرون کا سلسلہ جاری رہے ۔ جو شاخین اسوقت تک قایم ہوئی ہین یا جنکی تجدید کی گئی ہے اونکے متعلق ابھی تک ہمین معلوم نہیں کہ انھون نے کتنے مکتب اور مدرسے قایم کئے ہین یا قایم کرنے کا ارادہ کیا ہے ۔

ہم نے گذشتہ اشاعت میں شکایت کی تھی کہ اتر پردیش کی اسمبلی کے وہ ممبران جو کانگریس پارٹی میں شریک ہیں آردو زبان کے مسئلہ پر مہر بلب ہیں ۔ اسوقت ہمیں معلوم نہ تھا کہ ان اصحاب میں سے ایک یعنی مولانا شاہد فاخری صاحب نے ایک سوال کے ذریعہ سے حکومت کی حکمت عملی کی توضیح کرانے کی کوشش کی ہے ۔ ہمارے سامنے اسوقت نہ تو پورا سوال ہے اور نہ اسکا پورا جواب ۔ صرف ایک اخباری اطلاع ہے جسمیں بتایا گیا ہے کہ حکومت نے صوبہ میں مکتبون اور مدرسون کی تعداد بتا کر یہہ عذر کیا کہ اتنے زیادہ ادارون کے متعلق پوری معلومات کے جمع کرنے میں بہت وقت صرف ہوتا ہے اس لئے پورا جواب نہیں دیا جاسکتا ۔ البتہ ایک دوسرے ممبر کے سوال کے جواب میں یہہ بھی کہا گیا کہ حکومت نے آردو کی تعلیم کی مخالفت کا کوئی حکم جاری نہیں کیا ہے ۔ یہہ بیان ایک حد تک بلاشبہ صحیح ہے ۔ شکایت بھی یہہ نہین ہے کہ ایسا ہوا ہے ۔ شکایت تو یہہ ہے کہ باوجود امتناع نہ ہونے کے ماتحت عہدہ دار مدرسون اور مکتبون میں آردو زبان کی تعلیم کا انتظام ختم کر رہے ہیں اور مختلف طریقون سے طلبا پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ آردو کی تعلیم کے لئے انتظام کی درخواست نہ کرین ۔ یہہ تفصیل ہم مناسب موقعہ پر پیش کرینگے' اسوقت تو ہم صرف اتنی ہی بات کہنا چاہتے ہیں کہ اسمبلی یا کونسل کے جو ممبران حکومت سے جواب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے سوال میں مدرسون اور ادارون اور عہدہ دارون کا نام لیکر استفسار کرین کہ فلان مقام پر فلان مدرسہ میں ایسا ہوا ہے یا نہین ۔ جو اصحاب چاہین انکی خدمت میں ہم یہہ تفصلات پیش کر سکتے ہیں ۔ بہر حال ہم مولانا فاخری صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھون نے ایوان کے اندر خاموشی کے اس طلسم کو توڑنے کی ایک

ناکام کوشش تو کی اور حکومت کے ایوان میں ایک دفعہ کوئی آواز تو بلند ہوئی ۔ چند اور کانگریسی اراکین بھی اگر مولانا کی تقلید کریں تو اس سوتے ہوئے مسئلہ کو جگانے کا ایک پہلو پیدا ہو سکتا ہے ۔

شاخیں

سوائے چند کے ابھی تک انجمن کی اکثر شاخوں نے مرکز کے ساتھ اپنے الحاق کی تکمیل نہیں کی ہے اور نہ انکی ماہانہ اور سہ ماہی رپورٹیں صدر دفتر میں وصول ہوتی ہیں ۔ منظم طریقہ سے کام کرنے کے لئے مرکز سے شاخوں کو بہت قریب اور وابستہ ہونا چاہئے ۔ خاص طور پر ہماری ہر شاخ کو (۱) ہمیں بتانا چاہئے کہ اسکے علم میں کیا دشواریاں ہیں جو مکاتب اور مدارس میں اردو کی تعلیم کے متعلق پیدا ہو رہی ہیں اور یہہ کہ (۲) وہ خود مدارس اور مکاتب قائم کرکے اردو کی تعلیم کا کیا انتظام کر رہی ہے ۔

ایک اور بات بھی خاص طور پر توجہ کے قابل ہے اور یہہ ہے کہ **کوئی ادارہ جب تک کہ اسکا الحاق صدر دفتر منظور نہ کرلے نہ تو اپنے کو انجمن کی شاخ کہہ سکتا ہے اور نہ انجمن کا نام استعمال کر سکتا ہے ۔** ایسا کرنے سے جو قانونی اور اخلاقی ذمہ داریاں عاید ہو سکتی ہیں انکا لحاظ کرنا ضروری ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ ایسے ادارے جنکا ابھی تک مرکزی انجمن سے الحاق نہیں ہوا یا تو فوراً الحاق کی درخواست کرینگے یا انجمن کا نام اختیار کرنے سے احتراز کرینگے ۔

ہلکے ہلکے اشارے

حال ہی میں جب وزیر اعظم نہرو لکھنو تشریف لے گئے تو اپنے ایک بیان میں انہوں نے بعض اثرات کا اسطرح اظہار فرمایا :۔

" میں بہت دنوں کے بعد لکھنو آیا ہوں یہاں تو بڑی تبدیلی معلوم ہوتی ہے جو مکانوں اور دوکانوں کی تبدیلی نہیں ہے بلکہ یہاں کی بولی میں جو تبدیلی ہوئی اس کا اثر میں نے محسوس کیا ہے ۔ میں یہاں اپنے آپ کو اجنبی محسوس کر رہا ہوں ۔ نہ جانے میں جو کچھہ کہہ رہا ہوں آپ اسے سمجھ بھی سکے یا نہیں ۔ یہاں جو اشتہار چسپاں دیکھے ہیں اور نوٹس دیکھے ہیں ان کا تو میں ایک لفظ بھی نہیں سمجھہ سکا ہوں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں یا تو دہلی میں رہ کر بہت کچھہ بھول گیا ہوں یا اس شہر نے اتنی ترقی کرلی ہے کہ میں خود بہت پیچھے رہ گیا ہوں ۔"

آخری بات صحیح معلوم ہوتی ہے ! پنڈت جی بھولے تو کچھہ نہیں لیکن وہ ہمارے صوبہ کی "ترقی" سے بہت پیچھے رہ گئے ! ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے لیکن بعض گوشوں میں یہہ تمنا کلبلا رہی ہے کہ کسی دن پنڈت جی کم از کم اس صوبہ کے جو انکا صوبہ سمجھا جاتا تھا "غیر پسندیدہ اجنبی" قرار دیدے جائیں !! اور انہیں کہنا پڑے کہ "کس زبان مرا نمی فہمد" ۔ یوں تو سوراج تو وہی ہوگا جب پنڈت جی دہلی سے پٹنہ تک چلے جائیں اور کہیں بھی کوئی انکی زبان نہ سمجھے اور نہ کسی کی زبان وہ سمجھیں !!

بہار کے وزیر مسٹر کے بی سنہا نے بہار اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ :

ہندی کے علاوہ جو زبانیں اس صوبہ میں رائج ہیں انہیں کسی طرح دبایا نہ جائیگا ۔ طالبعلموں کو آزادی ہوگی کہ دوسری زبان کی حیثیت سے جس زبان کو چاہیں اختیار کریں ۔ بنگالی اور اردو ادب کی دولتمندی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن جو لوگ ہندی سے اپنے کو دور رکھینگے وہ اپنا ہی نقصان کرینگے ۔

وزیروں کا تبادلہ اگر ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں ہوسکتا تو ہم کہتے کہ مسٹر مہتاب کو اونکے خیالات کی اصلاح کی غرض سے کچھہ دنوں کے لئے اتر پردیش بھیج دیا جائے! پھر ہم دیکھتے کہ وہ دوسری مقامی زبان کے متعلق کیا فرماتے۔

............جبل پور – ۱۰ اکتوبر – مرکزی حکومت کے رکن مسٹر ہری کرشن مہتاب نے مہتاب اردو لائبریری میں آج سہ پہر کو تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کسی شخص کو بھی یہہ نہ سوچنا چاہئے کہ اردو صرف مسلمانوں کی زبان ہے – انہوں نے کہا کہ دہلی میں تو مسلمانوں سے زیادہ ہندو اردو کو اپنی مادری زبان سمجھتے ہیں – انہوں نے اوڑیسہ کے ادیبوں کو مشورہ دیا کہ وہ اردو پڑھیں اس لئے کہ وہ بہت اسان زبان ہے اسطرح وہ اوڑیسہ ادب کو اردو زبان میں پیش کر سکینگے – ....اور اگر شری مہتاب یہہ تقریر جبل پور کے بجائے لکھنو میں کرتے ؟......... خیر جانے دیجئے، یہہ افسوس ضرور ہے کہ ایسی غلطیاں ابھی تک ہماری مرکزی حکومت کے بعض اراکین کرتے رہتے ہیں ! انہیں معلوم نہیں کہ اردو کے معاملہ میں اب سوال مادر و پدر کا نہیں ہے !

تصحیح

پروفیسر ہارون خان شیروانی کا مضمون رومن حروف کے متعلق گذشتہ اشاعت میں شائع ہوا ہے اسمیں ہمیں افسوس ہے کہ کمپوزنگ کی بعض غلطیاں ہو گیں جنکی تصحیح ضروری ہے :-

صفحہ (۱۰) کے دوسرے کالم کی آخری تین سطروں کی صحیح عبارت یہہ ہے :-

"بہر حال رومن فارسی کے لئے تین نئی علامتیں یعنی *Oj ə* اور **Z** کافی ثابت ہوئیں اور *W* کو بیکار سمجھہ کر آسے حذف کرنے کے بعد صرف وہ حروف تمام فارسی آوازوں ...."

ہندی ادب کی ترقی میں

مسلمانوں کا حصہ

اس عنوان سے مہامہو پادھیا ڈاکٹر پنڈت بلبھی دھر ایم اے – پی – ایچ ڈی صدر شعبہ سنسکرت ہندی دہلی یونیورسٹی کا ایک فاضلانہ مقالہ "دی اسٹیٹسمین" میں حال ہی میں شائع ہوا ہے جس کا ملخص ترجمہ مجلہ "برہان" دہلی کے شکریہ کے ساتھہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے – (الجمعیتہ)

یہہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں نے ہندی ادب کی ترقی میں جو حصہ لیا ہے اس پر بہت کم توجہ کی گئی ہے – جو لوگ اسلامی کلچر کی تاریخ سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ صرف ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے عروج و زوال کے مطالعہ تک اپنی کوشش کو محدود رکھتے ہیں – لیکن میرے خیال میں مسلمانوں کی حکومت کی وسعت اور اس کی ترقی و عروج کا مطالعہ ہندوستان میں اسلامی کلچر کی ترقی اور اس کے نشو و نما کی صحیح تاریخ پر مشتمل نہیں ہو سکتا کیونکہ دنیا کی دوسری حکومتوں کی طرح ہندوستان کی مسلم حکومت بھی ان ارباب سیاست کی تخلیق تھی جن کی سیاسی پالیسی اپنے زمانے کے سیاسی تخیلات کے زیر اثر ہوتی ہے – اسلام کے صحیح تصورات وافکار کے ساتھہ اس کا لگاؤ نسبتاً کم تھا – ہندستان کے مسلمان بادشاہوں کی اچھائیاں یا برائیاں ان کی اپنی تھیں – اس لئے ان بادشاہوں کے اعمال و افعال کی روشنی میں اسلامی احکام و مسائل کے متعلق کوئی فیصلہ کرنا انصاف سے قریں نہیں ہے – اگر ہم چاہتے ہیں کہ گذشتہ چھہ یا سات صدیوں میں اسلام نے ہندستان کی تعمیر و ترقی میں جو حصہ لیا ہے اس کا مطالعہ کریں تو ہم کو اسلام کے ان روحانی پیشواؤں کی ہندی زبان کی تصنیفات کا مطالعہ کرنا چاہئے جو اس ملک کے عوام کے ساتھہ رہتے سہتے

تھے - اور جنہوں نے اپنے عقیدہ و عمل کے ذریعہ باشندگان ملک کی بڑی شاندار خدمات انجام دی ہیں -

ہندی کے مسلمان مصنف

خوشی کی بات ہے کہ صوفیائے اسلام کی بیش گرانقدر تصنیفات زمانہ کے دستبرد سے محفوظ رہ گئی ہیں یہہ تصنیفات گنتی میں اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر ہندی زبان کے فضلاء اور ادبا اس تمام مواد کو جمع کر کے مرتب کریں تو اس کے لئیے کئی نسلیں درکار ہونگی - افسوس ہے کہ فصل پکی ہوئی ہے - لیکن اس کو کاٹنے والے بہت کم ہیں خود میں نے جو فہرست مرتب کی ہے اس میں کم از کم ہندی زبان کے پانچ سو مسلمان مصنفین کے نام مع ان کی کتابوں کے نام اور تاریخ تصنیف وغیرہ کے درج ہیں اور ان میں سے بعض بعض کتابیں تو اسلام کی بہترین تشریح و توضیح پر مشتمل ہیں - یہہ تصنیفات اس بات کا ثبوت ہیں کہ صوفیا اور ہندی کے مسلمان مصنفین نے ان مواقع سے فائدہ اٹھایا جو انہیں ہندوؤں کے ساتھہ ملنے جلنے سے حاصل ہوئے - اور اسطرح اپنے اور ہندوؤں کے دونوں کے فائدے کے لئے خود ہندوؤں کی زبان اور ادب کے ذریعہ ان کے ساتھہ ایک لافانی تعلق پیدا کرلیا - مسلمان حکومت اسباب طبعی کی وجہ سے فنا ہو گئی - لیکن اسلام کے صوفیاء اور ہندی کے مسلمان شاعروں کی کوشش کی بدولت اسلام جو ظاہر ہے کہ اس ملک کی تخلیق نہیں ہے آج بھی اس ملک میں باقی ہے اور ہندو اور مسلمان دونوں ہی اس سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں - ہندی زبان کے ذریعہ اسلام کی روح ہندی گھرانوں کے اندر تک پہنچی - اور جیسا کہ میں بتاؤنگا یہی مقصد تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے پہلے ہندی زبان کو ایک شکل و صورت دی اور اس کے بعد ترتیب و تہذیب کر کے اس کا معیار اونچا کیا -

ہندی کی ابتداء مسلمانوں سے

یہہ کبھی نہ بھولنا چاہئیے کہ سب سے پہلے جن لوگوں نے روزمرہ کی ہندی بولی کو ادبی مقاصد کے لئے استعمال کیا وہ مسلمان ہی تھے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ روزمرہ کی اس بولی کو برہمنوں نے ایک ناشائستہ زبان سمجھہ کر بالکل نظر انداز کر رکھا تھا اور وہ اس کو اپنی توجہ کے لایق نہیں سمجھتے تھے - تاریخ ہند کے ایک نہایت نازک دور میں جب کہ ہندوؤں کا قدیم مذہب عوام کے دماغوں پر اپنی گرفت قایم رکھنے میں ناکام ہو گیا تھا - اور غیر تعلیم یافتہ طبقات میں بیہودہ رسوم و روایات جڑ پکڑ گئی تھیں مسلمان مصنفین نے ہندی زبان کے ذریعہ ہندوستان کے لوگوں میں از سر نو مذہبی شعور و بیداری پیدا کرنے کی غرض سے اسلام کے تخلیقی فلسفہ کی تشریح کی اور روحانی ابتری و پراگندگی کے اس زمانہ میں صوفیائے اسلام اور دوسرے مسلمان اہل قلم نے اسلام کے اخوت و محبت انسانی اور توحید کے پیغام کو بڑے جوش و خروش کے ساتھہ پھیلایا اور یہہ سب کچھہ انہوں نے ہندی زبان میں ہی کیا اس سلسلہ میں انہوں نے یکے بعد دیگرے عوام کی زبان ہندی میں مختصر افسانے اور کہانیاں لکھیں - اور ان کے ذریعہ اس عشق و محبت الہی کا پرچار کیا جس کی تعلیم اسلام دیتا ہے چنانچہ قطبن نے مرگوتی لکھی - اور منجھن نے مادھو مالتی تصنیف کی جائسی نے پدماوتی کا ایک بیش قیمت تحفہ پیش کیا اور عثمان نے چتراولی اور نور محمد نے اپنے عہد میں اندراوتی سے ضیافت کی - اس عالمگیر اخوت و محبت اور امن و عافیت کے پیغام کا ہی یہہ اثر تھا کہ ہندوستان کی زوال پذیر روح پھر ایسی ہی شگفتہ و تازہ ہو گئی جیسے کہ صبح کے سورج کی کرنوں کے اثر سے کنول کا پھول

مسلمانوں کی رواداری

ہندی زبان کے ان مسلمان مصنفین کو اس

سے دلچسپی نہیں تھی کہ وہ ہندوؤں کے عیوب اور ان کی کمزوریوں کو بیان کرنے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایسا کرنے سے ان کا مقصد حاصل نہیں ہوگا - اور مذہب کے متعلق غلط تخیل پیدا ہو جائے گا - اس کے برخلاف وہ ہندوؤں سے اس درجہ گھل مل گئے کہ ہندو ان کو محبت اور ہمدردی کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس طرح ان کو موقعہ ملا کہ وہ ہندوؤں کے خیالات اور احساسات کو بلند اور اسلامی پیغام امن و عافیت سے انہیں روشناس کریں - ہندی کے مسلمان مصنفین نے اپنی کتابوں میں ہولی اور بسنت جیسے ہندو تہوار، اور رادھا اور کرشن جیسی شخصیتوں کی بھی بڑی تعریف کی ہے - اور ساتھ ہی انہوں نے عشق الہی کا جو اسلام کا خاص پیغام ہے بڑے جوش و خروش سے پرچار کیا ہے ان دونوں کے امتزاج سے ہندوستان میں ایک نیا کلچر پیدا ہوا - اور اس ملک کو ایک نئی زندگی ملی جو مختلف عناصر کے اتحاد و امتزاج کا ایک خوشگوار نتیجہ تھا - ان مسلمان مصنفین ہندی کے متعلق یہہ کہنا مبالغہ سے یکسر خالی ہے کہ ان لوگوں نے ہندوستان کو پایا اینٹ کا بنا ہوا لیکن انہوں نے اپنے ہاتھ سے اسے سنگ مرمر کا بنا دیا - برتند وهریش چندر جو جدید ہندی شاعری کا موجد ہے اس نے انہیں مسلمان مولفوں کے متعلق بجا کہا ہے - کہ

"ان خدا پرست مسلمانوں کی خاطر کروڑوں
ہندو قربان کردوں"

اپنے امن و خیر خواہی کے پیغام کو زیادہ سے زیادہ شائع اور عام کرنے کے لئے ان مسلمان مصنفین نے اس زبان کو اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا جو عوام کی زبان تھی - اور جسکا نام ہندی ہے -

امیر خسرو نے جدید ہندی شاعری کی ایک شکل ایسی ہی مقرر کی جیسے کہ انشاء اللہ خاں نے ہندی نثر کی تھی - ملک محمد جائسی نے دوہے اور چوپائی کے امتزاج سے ایک خاص شکل پیدا کی - اور اس میں اپنی مشہور مثنوی پدماوتی لکھہ کر تلسی داس کے لئے ہندی رامائن لکھنے کا راستہ پیدا کیا - ہندی شاعری کے صوفی اسکول نے تحریک ذہنی کے ذریعہ جو ایک سچی شاعری کی روح ہوتی ہے، ہندی ادب میں غیر معمولی اضافہ کیا - اور ہندی کے مسلمان اہل قلم نے جو عربی اور فارسی کے بھی عالم و فاضل ہوتے تھے اچھوتی اور نئی تشبیہات و استعارات اور قدیم ادبیات کے گونا گون اسالیب بیان کے ذریعہ ہندی شاعری کو مالا مال کیا - بعض مسلمان ہندی شاعروں نے تو اس قدر اچھوتی تشبیہات پیدا کیں ہیں کہ ان کا جواب نہیں ہوسکتا - مثلاً ایک شاعر نے اپنے محبوب کی آنکھہ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ جواب نہیں ہوسکتا - یا مثلاً ایک مسلمان شاعر ایک نوجوان ہندو عورت کو شوہر کی ارتھی کے ساتھہ ستی ہوتے ہوئے دیکھتا ہے تو فوراً اس کو اس کنول کے پھول کے ساتھہ تشبیہہ دیتا ہے جو آگ میں پڑا ہوا ہے -

یہہ دو مثالیں یہہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ مسلمان شاعروں نے اپنے اعلی تخیل اور قدرت کلام سے ہندی شاعری میں کتنا زور پیدا کر دیا تھا -

ہندی گیت اور مسلمان

شاعری کے دوسرے اصناف کی طرح مسلمانوں نے ہندی گیت کو بھی بڑی ترقی دی اور اس میں بھی انہوں نے طرح طرح کی ایجادیں کیں - ان مسلمانوں کی فہرست بہت طویل ہے - مختلف سروں کی طرح ٹھمری، ٹپہ اور دادرا مسلمانوں کی ہی ایجاد ہے -

ہندی کے مسلمان شاعروں کی دو خصوصیات بہت زیادہ نمایاں اور قابل ذکر ہیں - ایک اعلی تخیل اور دوسرا حسن بیان و محاکات - جن شاعروں کے کلام میں یہہ دونوں اوصاف بدرجۂ کمال پائے جاتے ہیں ان میں سے چند ایک کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں -

(۱) امیر خسرو (تیرھویں صدی عیسوی)
ہندی میں امیر خسرو کو اس شہد کی مکھی سے تشبیہہ دی جاسکتی ہے جو رنگ برنگ کے پھولوں سے مٹھاس چوستی ہے اور پھر ان سب کی ترکیب سے شہد بنا کر پیش کردیتی ہے امیر خسرو کی خصوصیت یہہ ہے کہ ان کی زبان نہایت رسیلی اور شیریں وروان ہے اور ان کے یہاں الفاظ اور جملوں کی ساخت، جو ہندی زبان پر ان کی غیر معمولی قدرت کا نتیجہ ہے اس قدر حیرت انگیز اور عجیب وغریب ہے کہ ان کا ترجمہ نہیں ہوسکتا۔

(۲) جائسی (سنہ ۱۵۱۸ع) ان کی شاعری سوز و گداز سے پر ہے۔ جائسی پہلا شخص ہے۔ جس نے ہندی کے لئے ادبیات کی صف میں ایک جگہ پیدا کی اس کی پدماوتی اپنے غیر معمولی بلند تخیل کے باعث ہندی زبان کا لاثانی اور بے حد موثر شاہکار ہے۔

(۳) عبدالرحیم خانخانان (از ۱۵۵۶ تا ۱۶۲۹ع)
خانخانان بہت سی زبانوں کے چمن سے رنگ رنگ کے پھول جمع کرتا ہے اور ان سب کا ایک خوشنما ہار بنا کر اپنے ہندی شاعری کے گلے کی زینت بنا دیتا ہے۔ اس کی ست سئی اور اسی طرح کی دوسری تصانیف مابعد کے لئے رہنما کا کام کرتی ہے۔ خانخانان کا عہد ہندی شاعری کا عہد زرین ہے جب کہ عظیم المرتبت مغل بادشاہوں کے دربار میں اس زبان اور اس کی شاعری کی بڑی محبت اور توجہ کے ساتھ پرورش اور تربیت کی گئی۔

(۴) رس خان (ازسنہ ۱۵۵۸ع تا سنہ ۱۶۲۸ع
یہہ دہلی کا ایک پٹھان تھا۔ ہندی زبان میں اس کی شاعری پر خلوص عباداتی شاعری کی حیثیت سے اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

(۵) شاہ برکت اللہ (از ۱۶۶۰ تا ۱۷۲۹ع)
اس کی پریم پرکاش ہندی شاعری کا لاثانی شاہکار ہے۔ برکت اللہ کی شاعری میں گیت کے سروں کے ساتھ فلسفیانہ افکار کا ایسا حسین امتزاج ہوتا ہے کہ ان کے پڑھنے سے غیر معمولی سرور بھی حاصل ہوتا ہے اور بے ساختہ زبان سے واہ بھی نکلتی ہے۔

(۶) شیخ رنگریزن (سنہ ۱۶۰۰ع) یہہ ایک مسلمان خاتون تھی جس نے شگفتگی اور زندہ دلی کو ہندی شاعری میں جمع کردیا۔

اس مختصر روئداد سے یہہ معلوم ہوسکتا ہے کہ ہندی شاعری پر مسلمانوں کا احسان بہت بڑا ہے اور ان مسلمان ارباب قلم کے ہندی زبان کے جتنے کارنامے سامنے آتے رہیں گے۔ اسی قدر مستقبل میں ان کی عظمت کا اعتراف اور زیادہ کیا جائے گا۔

(الجمعیتہ)

ایک غزل کے چند شعر

شہاب جعفری بنارسی

ٹپکیگا ایک آنسو ٹوٹینگے لاکھ تارے
ابھریگا اک تبسم برسینگے سو شرارے
ہانے لگے اُجالا تاریکیوں کے مارے
طوفان میں ڈھل رہے ہیں ڈوبے ہوئے کنارے
روتی رہی تمنا ہنستے رہے سہارے
لٹتی رہی یہہ بستی ٹوٹا کئے ستارے
کچھہ سر خوشی کے آنسو کچھہ بیکسی کے آنسو
دامن میں رکھہ رہا ہوں کچھہ پھول کچھہ شرارے
یہہ بھی خوشی تھی اپنی یہہ بھی جگر تھا اپنا
تم ہار کر بھی جیتے ہم جیت کر بھی ہارے

اپنے دیس کی خبریں

بوہرہ روپال (ضلع احمد اباد)

موضع روپال کے لوگوں کی مادری زبان گجراتی ہونیکی وجہ سے وہ بھارت کی لنگوافرینکا ہندی یا ہندوستانی کی الف ـ بے سے ناواقف محض تھے جماعت مہدویہ کے سرگرم ارکان کی کوشش سے سرکاری مدرسہ میں اردو کو ایک زائد زبان کی حیثیت دی گئی تھی مگر دو سال سے

سرکاری مدرسہ میں آردو بند ہو گئی تھی اخبار مسلم گجرات میں اخبار "ہماری زبان" کے اجرا کی خبر سنتے ہی یہاں زبان کی خدمت اور مذہبی کتب کی اشاعت کی غرض سے ایک ادارہ جمعیتہ مہدویہ کے نام سے قایم ہوا اس میں دارالمطالعہ قایم کرکے آردو اخبارات کو اور خصوصاً "ہماری زبان" کو اسی وقت جاری کیا گیا ایک الگ خانگی مدرسہ آردو قایم کیا گیا وہ تقریباً ایک سال سے جاری ہے ـ عیدالضحی کے بعد سے بچوں کے علاوہ بڑی عمر کے جوانوں کو آردو پڑھانے کے لئے مدرسہ شبینہ کھولا گیا یہہ مدرسہ بھی بڑے زور شور سے چل رہا ہے نیز ہفتہ واری مجلس تقاریر منعقد کرنے کا بھی انتظام کیا گیا ہے ـ علماء اسلام کی وہ تصانیف جو ادق آردو میں ترجمہ کی گئی ہیں ان کو آسان آردو میں چھپوایا جارہا ہے فی الحال گجراتی حروف میں یہہ کام ہورہا ہے تاکہ یہاں کے عوام اسکو پڑھ سکیں اور ناگری و آردو حروف میں بھی ان کتب کی طباعت کا مسئلہ زیر غور ہے اراکین ادارہ حسب ذیل ہیں :- ابراہیم بھائی شیخ جی صاحب صدر- ابراہیم بھائی صاحب معتمد-

لکھنو

ممتاز ہال باغ گونگے نواب میں انجمن ترقی آردو طلبائے لکھنو کا جلسہ افتتاح منعقد ہوا ـ بیگم اعزاز رسول صاحبہ ایم ـ ایل ـ سی نے صدارتی تقریر میں آردو کی موجودہ دقتوں اور دور آزمائش پر تبصرہ فرمایا اس کے بعد شمس وارثی کنوینر نے اپنی رپورٹ پیش کی ـ

جناب حیات اللہ انصاری جنرل سکریٹری انجمن ترقی آردو لکھنو نے طلباء کو نصیحت کی کہ وہ ہمت، استقلال اور جوش کے ساتھہ آردو کے لئے کام کریں ہندی اور آردو کے اندرونی ربط کو نگاہ میں رکھیں یہہ نہ بھولیں کہ آردو کی ترقی ملک کی ترقی ہے پروفیسر آل احمد سرور نے کہا "خلوص اور خون جگر سے جو کام کیا جاتا ہے وہ کبھی ضایع نہیں ہوتا انہوں نے اس چیز پر زور دیا کہ احساس ذمہ داری بڑی چیز ہے "

جناب نسیم قریشی ـ اپنی تقریر میں فرمایا "مصیبت سے اگر مرعوب ہوجائے تو موت بن جاتی ہے ـ اگر ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے تو مصیبت زندگی کا سرچشمہ بن جاتی ہے ـ آردو پر جو مصیبت آئی ہے اُس کا مردانہ وار مقابلہ کیا جائے ـ یہی تماری محبت کا امتحان ہے "

حسب ذیل عہدیداران منتخب ہوئے

۱- صدر ـ شمس وارثی صاحب اسلامیہ کالج ۲- نائب صدر ـ شبیر احمد قدوائی صاحب اللہ سٹریل کالج ۳- جنرل سکریٹری ـ محمد محسن عثمانی صاحب شیعہ کالج ۴- اسسٹنٹ سکریٹری ـ چودھری معشوق علی صاحب اسلامیہ کالج ۵- جوائنٹ سکریٹری ـ ضمیرالدین احمد صاحب اسلامیہ کالج ۶- خازن ـ حضرت عرشی لکھنوی لکچرر اسلامیہ کالج

یوپی اسمبلی میں شاہد فاخری کے اس سوال کا کہ اتر پردیش میں کتنے اسکولوں اور مدرسوں سے آردو خارج کردی گئی ہے جواب دیتے ہوئے آنریبل سمپورنانند وزیر تعلیمات نے بتایا کہ اطلاعات اکٹھا کی جارہی ہیں کیونکہ اس صوبہ میں پرائمری اسکولوں کی تعداد تقریباً ۲۷ ہزار ہے مڈل اسکولوں کی ۴ ہزار اور ہایر سکنڈری اسکولوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے اتنی بڑی تعداد کے مد نظر اطلاعات بھی دیر ہی میں حاصل ہونگی ـ شری خوش وقت رائے کے ایک ضمنی سوال کے جواب میں آپ نے بتایا کہ مدرسوں سے آردو خارج کرنے کے متعلق کوئی ہدایت یا حکم نہیں دیا گیا ہے ـ

بنارس

انجمن ترقی اردو بنارس کے زیر اہتمام کل ۷ بجے شام بمقام تھیوسافیکل سوسائٹی "یوم صفی" منایا گیا۔

صدر محترم مرزا عباس بیگ عشرؔ نے ایک مخصوص مقالہ "صفی مغفور" مرحوم کے متعلق پڑھا۔ پروفیسر رام کمار چوبے اور جناب پنڈی داس قمر پشاوری نے مرحوم سے اپنی ملاقاتوں کی روشنی میں مولانا کے حالات اور اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا۔ جناب عبدالرشید اور جناب رام لعل نے مضامین سے سامعین کو مستفید فرمایا۔ بعد میں ایک مختصر بزم مشاعرہ منعقد ہوئی۔ جس میں جناب عشرؔ، جناب مسلمؔ، جناب شمبھو ناتھ، جناب ڈاکٹر واسعؔ، جناب مہیرؔ اور جناب جوہرؔ، اور جناب ساغرؔ نے اپنا کلام سنایا۔

دھلی

اردو مجلس کی ایک نشست ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۵۰ء کو دھلی میں زیر صدارت علامہ کیفی منعقد ہوئی جس میں صاحب صدر نے اعلان کیا کہ اردو مجلس دھلی کو انجمن ترقی اردو (ہند) کی شاخ قرار دیا جاتا ہے۔

صاحب صدر نے اپنے خطبہ میں ارشاد کیا کہ اردو مجلس جس استقلال سے ایک سال سے اردو کی خدمت کر رہی ہے وہ قابل قدر ہے۔ محترمہ حمیدہ سلطان نے جو اس انجمن کی بانی ہیں جس مستقل مزاجی کا ثبوت دیا ہے وہ بلاشبہ قابل تعریف ہے۔ موصوف نے اس یاس اور قنوطیت کا بھی ذکر کیا جو اس وقت اردو داں طبقہ پر طاری ہے اور فرمایا کہ اردو کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ ختم ہو جائیگی درست نہیں۔ اردو کا مستقبل روشن ہے، وہ زندہ ہے اور زندہ رہیگی۔ آپ نے اس خیال کی مذمت کی کہ اردو کسی خاص طبقہ یا فرقہ کی زبان ہے اور نوجوانان پنجاب کی خدمات کو اس سلسلہ میں سراہا۔ یہ اعلان کرتے ہوئے کہ اردو مجلس کو انجمن ترقی اردو (ہند) کی شاخ قرار دیا جاتا ہے موصوف نے ان فوائد پر بھی روشنی ڈالی جو اس سلسلہ میں اردو مجلس کو پہنچیںگے۔

صاحب صدر کی تقریر کے بعد ظفر ادیب صاحب نے حضرت جوش ملیح آبادی پر اپنا مقالہ پڑھا جس پر ایک مختصر سی تنقید بھی ہوئی۔ اس کے بعد جناب غلام ربانی تاباں نے اپنی نظم سنائی جو حاضرین نے خاص طور پر پسند کی۔ غلام ربانی تاباں صاحب کے بعد جناب جگناتھ صاحب آزاد نے اپنی ایک غزل کے چند اشعار سنائے۔ ان کے بعد جناب پرکاش پنڈت نے اپنا ہندی افسانہ سنایا جس نے سامعین سے خصوصی داد حاصل کی۔ اس کے بعد سکریٹری نے اردو مجلس کی جدید مجلس عاملہ کے ناموں اور قواعد و ضوابط اور مقاصد کا اعلان کیا۔ حاضرین میں علامہ کیفی کے علاوہ جناب ڈاکٹر عابد حسین صاحب، جنابہ صالحہ عابد حسین، جنابہ بیگم انیس قدوائی، جناب عرش ملسیانی، جناب جگناتھ آزاد، جناب غلام ربانی تاباں، جناب پرکاش پنڈت، جناب ظفر ادیب جناب اشرف بھوپالی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

رامپور

حسن رفیع صاحب سکرٹری رضا کالج یونین اطلاع دیتے ہیں کہ:

گورنمنٹ رضا ڈگری کالج رامپور کی بزم ادب کے تحت کالج ہال میں ایک شاندار مشاعرہ منعقد ہوا۔ جناب اسلم خاں صاحب ایڈوکیٹ نے جلسہ کی صدارت کی اور جناب نواب وحیداللہ خان صاحب، ساقی رامپوری کے عبرت ناک اور اچانک موت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت کیلئے دعائے خیر کی گئی۔ شہر کے تقریباً تمام نمایاں اور مشاق شعراء نے خوشی کے ساتھ شرکت کی اور اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ جناب عشر عاقبی صاحب جناب شکیل صاحب جناب سحر صاحب جناب جمیل صاحب جناب ابر گنوری صاحب کا کلام خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا، ترقی پسند شعرا بھی کافی تعداد میں شریک جلسہ تھے اور انہوں نے بھی اپنا کلام سنایا۔

برہان پور

۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۵۰ع کو شب میں ۹ بجے بمقام اختر بیڑی فیکٹری شاہی قلعہ برہان پور محتری سیٹھ غلام جیلانی صاحب عاصم کے اہتمام سے ایک طرحی مشاعرہ منعقد ہوا۔ تقریباً پانچ سو اکابرین کرام نے شرکت فرمائی۔ لاؤڈ اسپیکر کا بھی انتظام تھا۔ تیس شعرائے کرام نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ صدارت کے فرائض جناب حافظ محمد یوسف خان صاحب جائنٹ سکریٹری انجمن ترقی اردو برہان پور نے انجام دئے۔

بالود

۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۵۰ع کو زیر صدارت جناب شاکر حسین صاحب مال گذار بالود، مدرسہ عربیہ میں دارالمطالعہ کا افتتاحی جلسہ منعقد ہوا جس میں مشتاق احمد صاحب نے دارالمطالعہ کے فوائد بیان کئے۔ بعد میں سلیم احمد صاحب زخمی نے تقریر کی۔ نوجوانوں میں اردو کی ترقی سے دلچسپی لینے والے خصوصاً رفیق صاحب، فرید صاحب مالگذار، حمید صاحب اور کریم خان صاحب قابل ذکر ہیں۔ دارالمطالعہ چلانے کے لئے حاضرین نے ایک کمیٹی کی تشکیل کی۔

ناگپور

مدھیہ پردیش اسمبلی میں آنریبل پنڈت مصرا نے زبان کے بارے میں ایک بل پیش کیا کہ ہندی اور مرہٹی دونوں اس اسٹیٹ کی سرکاری زبانیں بنادی جائیں۔ بحث کے دوران میں دھرما دھیکاری صاحب نے اس بل کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ اردو کو مسلمانوں نے فرقہ وارانہ زبان بنا کر غلطی کی ہے۔ جناب حفاظت علی صاحب (کہنڈوہ) اور قاضی سید کریم الدین صاحب نے کہا کہ ایک مدت تک انگریزی کا رواج ضروری ہے۔ سنسکرتی ہندی کو آسان بنانا چاہئے، اس زبان کو سوائے چند ودوانوں کے اور کوئی نہیں سمجھتا۔ حضرت مولانا مفتی برہان الحق صاحب نے کہا کہ یہ کہنا بہت غلط ہے کہ اردو اسلامی زبان ہے۔ اسلامی زبان تو صرف عربی ہے جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے۔

بڑا گانوں (ضلع بلیا)

اقبال لائبریری بڑا گاؤں ضلع بلیا کی طرف سے ۸ اکتوبر کو "یوم صفی" منایا گیا اور حسب پروگرام ایک طرحی مشاعرہ جناب عبدالرب صاحب رئیس بھور ساگر کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مظہر فرید پوری، ضبط بلیاوی، اور دانش بلیاوی کا کلام بہت پسند کیا گیا۔ کئی اچھے مقررین نے مولانا صفی کے سلسلے میں تقریریں بھی کیں۔

رانچی

انجمن ترقی اردو اور پبلک لائبریری کی طرف سے ایک مشاعرہ زیر صدارت انجم مانپوری صاحب منعقد ہوا۔ مقامی شعرا کے علاوہ نواب مہدی صاحب نے بھی اپنا کلام سنایا۔ دیگر مقامی شعرا نے بھی مشاعرہ میں حصہ لیا۔

ہلدوانی

ہلدوانی ۲۱ ستمبر کو زیر صدارت مولانا حکیم اللہ صاحب ناظم عمومی جمعیتہ العلما ضلع نینی تال ایک مجلس مشاعرہ منعقد ہوئی۔ محفل مشاعرہ کے کامیاب اختتام کے بعد انجمن بزم ادب کا قیام عمل میں آیا جس کے حسب ذیل عہدہ دار منتخب کئے گئے ہیں۔

صدر جناب محمد اظہر صاحب اظہر۔ نائب صدر منشی ظہور احمد صاحب ظہور۔ سکریٹری حافظ شوکت علی اسیر اور خازن منشی اختر حسین صاحب حیرت۔

ناگپور

۸ اتوار ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۵۰ع کو دن میں ایک بجے ہندستان کے مشہور شاعر حضرت ماہر نالوی تلمیذ حضرت جوش ملسیانی کی صدارت میں حضرت عابد ظفری کے دولت کدہ پر مخصوص مشاعرہ منعقد ہوا۔ کہنہ مشق اور نوجوان شعراء کرام نے شرکت فرمائی۔

جبل پور

زیر صدارت حافظ عبدالرحیم صاحب اطہر ایک شاندار مشاعرہ ہوا۔ جناب صادق صاحب، عظیم اللہ صاحب تابش۔ تاج محمد صاحب تاج، کنہیا لال صاحب ناتواں، اصغر صاحب نصیر، حافظ سلام صاحب وحشت، اور دیگر شعرا نے اپنا کلام سنایا۔

انجمن کی ایک اور کتاب

مشترکہ زبان

(مہاتماجی نے کیا سوچا تھا)

مہاتما گاندھی نے اپنی تحریروں اور اقوال میں زبان کے مسئلہ پر جو کچھ کہا اور لکھا اس کا ضروری خلاصہ ۸۰ صفحات کی اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ عبارت اتنی ہی آسان ہو جتنی آسان زبان مہاتماجی بولا کرتے۔

چونکہ ان تحریروں اور اقوال کو تاریخی ترتیب سے جمع کیا گیا ہے اس کے پڑھنے والے آسانی کے ساتھ اندازہ کرسکینگے کہ درجہ بدرجہ مہاتماجی کے خیالات نے قومی زبان کے مسئلہ کے متعلق کسطرح ترقی کی اور وہ کس طرح، ہندی اور پھر "ہندی۔ ہندستانی" اور آخر میں "ہندستانی" کی منزل تک پہنچے۔ ان اوراق میں اس مسئلہ پر کوئی بحث نہیں کی گئی ہے، صرف مہاتماجی کے خیالات کو اس طرح جمع کر دیا گیا ہے کہ آج ہر شخص آسانی کے ساتھ یہہ سمجھ سکے کہ زبان کے معاملہ میں جو ضد اور عصبیت ظاہر کی گئی ہے وہ مہاتماجی کی تعلیم سے کس قدر دور اور کسقدر اسکے منافی ہے۔ یہہ امید تو فضول ہے کہ ان اوراق کو پڑھکر خود کانگریس کے ان نیتاوں کی پیشانی پر بھی پسینہ آئیگا جنہوں نے مہاتماجی کے رخصت ہوتے ہی دوسرے دن سے ان کے بنائے ہوئے نقشوں کو اسطرح مٹا دیا کہ گویا وہ ریت کی لکیریں تھیں۔ یہہ بھی کوئی عجیب بات نہیں کہ وہی نیتا آج اپنی تمام باتوں پر (سوائے زبان کے مسئلہ کے) مہاتماجی کے کہے اور لکھے کو سند لا رہے ہیں اور ملک کے عوام سے یہہ بات کہتے کہتے بیچاروں کے حلق سوکھے جارہے ہیں کہ ملک کا سدھار صرف جب ہی ممکن ہے جب ہم مہاتماجی کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں۔ مختصر یہہ کہ مہاتماجی کا نام بہت سے نیتاوں کے لئے ایک کھلونا بن گیا ہے یا ایک جادو کا بول ہے جس سے وہ آیندہ ایلکشن میں ووٹ سمیٹینگے۔ جو لوگ اس گروہ سے الگ ہیں وہ دم بخود ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ مہاتما کے نام سے کسطرح کھیلا جارہا ہے۔ وہ ایک عجیب مایوسی کی حالت تھی جب مہاتماجی خود اپنے چیلوں کے ہاتھ سے اپنی اہنسا کی بربادی کو دیکھتے ہوئے اس دنیا سے یہہ کہہ کر رخصت ہوئے کہ:

"میں ہمیشہ تو تمہارے پاس رہونگا نہیں مگر تم میرے رخصت ہوجانے کے بعد میرے ان لفظوں کو یاد رکھو گے........ جہاں روا داری نہیں وہاں مذہب بھی نہیں"

(۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۴۷ع)

ان ہی الفاظ پر انہوں نے اپنے رخصت ہونے سے چند ہی روز پہلے قومی زبان کی بحث کو ختم کر دیا تھا!!

انجمن نے اردو زبان میں اس کتاب کو مرتب کر کے تاریخی حیثیت سے زبان کے مسئلہ

پر مہا تماجی کے خیالات کو محفوظ کر دیا ہے۔ اس سے غرض نہیں کہ کون اس کتاب کو پڑھے گا یا نہ پڑھیگا۔

اس کتاب کا دوسرا حصہ "دھرم اور اتحاد" کے نام سے تیار کیا جلوہا ہے تاکہ فرقہ پرستی کے متعلق بھی مہاتماجی کے کہے کو یکجا کر دیا جائے۔ انجمن کی اشاعتوں کا یہہ سلسلہ اس زمانہ میں اپنے اندر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے جو نظر انداز نہیں کی جاسکتی۔

نئی کتابیں

اُردو ادب کے معمار

(ملنے کا پتہ۔ سب رس کتاب گھر۔ خیرت آباد، حیدر آباد، دکن۔ قیمت دو روپیہ)

ڈیڑھ سو صفحات کی اس کتاب میں اُردو زبان کے بعض مشہور اہل قلم کے قلمی خاکے پیش کئے گئے ہیں۔ اُردو ادب کے مشاہیر کے ان خاکوں کا سلسلہ امیر خسرو اور قلی قطب‌شاہ سے شروع ہوکر شیخ عبدالقادر مرحوم پر ختم ہوتا ہے۔ ان خاکوں کے لکھنے والوں میں قدیم اور جدید دور کے اکثر اہل قلم اور ادیب شامل ہیں۔ اُردو زبان کی تعلیم کے لئے نصابی کتاب کی حیثیت سے یہہ کتاب بہت مفید ہوسکتی ہے۔

افشاں۔ (ملنے کا پتہ احمد انوار صدیقی نمبر ۲۲۷ سنٹر اسٹریٹ۔ مہو۔ قیمت ایک روپیہ)

---

۶۲ چھوٹے صفحات میں احمد وقار واثقی صاحب کی رباعیوں کا ایک مختصر مجموعہ ہے۔ عرفانیات، آتش زرین، افکار و حوادث، حسن ودل، اور سید گل کی سرخیوں کے تحت تقریباً ۸۸ رباعیاں جمع کر دی گئی ہیں۔

یہہ اہتمام عزیز حسین منیجر مسلم یونیورسٹی پریس علی گڈھ، چھپا اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اُردو علی گڈھ سے شائع کیا